مکتبِ فراہی، مابین علماء و عوام

حامد کمال الدین

طارق ہاشمی صاحب کی جانب سے ہمیں یہ ایک پوسٹ[1] موصول ہوئی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے، شیئر کرنے سے پہلے اس پر یہ ایک نوٹ دے دیا جائے:

اتفاق اور اختلاف سے قطع نظر، میرا دیانتدارانہ تجزیہ یہ ہے کہ مکتب فراہی کی چیزیں صرف سمجھنے کے لیے ایک اعلیٰ ذہنی استعداد چاہیئے۔ یہ چیز ظاہر ہے اس کے مؤیدین میں بھی کمیاب ہے اور اس کے معارضین میں بھی۔

اعلیٰ ذہنی استعداد پائی جاتی ہے اہل علم و نظر کے پاس۔ اہل علم کا مسئلہ ہمارے دیکھنے میں یوں آیا ہے کہ یہ اگر اپنے یہاں وقت دستیاب پائیں، نیز مکتبِ فراہی کی چیزیں دیکھنے کے کچھ دواعی اگر ان کو پیش آئیں، تو اِن کی ذہنی استعداد اُن باتوں کو سمجھ لینے میں مُمِد تو ہوتی ہے لیکن اِن کی علمی پختگی اُن اشیاء کو قبول کر لینے میں مانع بھی رہتی ہے۔ پچھلا سو سال اِسی پر شاہد ہے، ہم کوئی فرضی بات نہیں کر رہے۔ بلند پایہ علماء کتنے اس مکتب کو قبول کرنے کی جانب آئے، ایک آدھ کے سوا کوئی نام بھی شاید آپ نہ لے سکیں۔ (گفتگو ہو رہی ہے ایک نئی فکر کی بابت اہل علم کے ہاں رائے قائم ہونے سے متعلق۔ اُس کا ردّ کرنے تک جانا البتہ ایک اور سطح کی توجہ، فراغت اور دواعی چاہتا ہے، جس کی گنجائش اہل علم کے ہاں اور بھی کم رہتی ہے)۔ لہٰذا جہاں تک تعلق ہے اہل علم کا، وہ تو اس مکتب کے مُعارضین ہی میں رہے یا 'مُعرضین' میں۔

رہ گئے اس مکتب کے مؤیدین، تو ان کی تعداد اب اچھی خاصی ہے خصوصاً 'میڈیا ریوولوشن' کے بعد۔ لیکن اِس کی چیزوں کو سمجھنے کے لیے جس علمی استعداد کی ضرورت ہے وہ اِدھر بھی کم ہی ہے اور میرا خیال ہے خود اس مکتب کے اساطین کو یہ ماننے میں تأمُّل نہیں۔ اس کے دیے ہوئے 'نتائج' پر فریفتہ لوگوں کی تعداد بے شک بہت زیادہ ہے، لیکن اس کے اختیار کردہ 'پراسیس' کو سمجھنا خال خال ہی کسی کے حصے میں آیا ہے۔ اور ایک اعلیٰ علمی استعداد کے بغیر وہ آ بھی نہیں

سکتا۔

یہ وجہ ہے جو اِس مکتب پر رد کرنے والے اکثر فضلاء کی زبان پر آپ یہ گلہ سنتے ہیں کہ یہ ایک مووِنگ ٹارگٹ moving target ہے۔ ان کا کہنا ہے، اِس مکتب کے تقریباً جس بھی شخص کا جواب دیا جائے، پتہ چلتا ہے کہ یہ تو اس مکتب کی نمائندگی ہی صحیح نہیں کرپایا تھا! میں چاہوں گا کچھ غور اس پر ہو کہ ایک مکتب کی نمائندگی کیوں اس قدر مشکل ہے جو پورے جہان میں اس کے لیے صرف ایک آدھ ہی شخص میسر ہے؟ جبکہ اسلام اپنے 'قطعی الدلالہ' ہونے کے ناطے اس سے خاصی مختلف صورتحال کا متقاضی تھا! خود یہ دبستان گو ایک حالتِ سفر سے باہر نہیں، [اس کے ہر مجتہد کو مسلسل 'انکشافات' پیش آتے رہے، اگرچہ وہ اپنے ہر 'انکشاف' کو حتمی مانتا آیا ہو ('قطعی الدلالۃ' کا منطقی تقاضا! یا پھر خوامخواہ کی ایک ضد)]... اس حالتِ سفر (عمر بن عبد العزیزؒ کے الفاظ میں 'نقل مکانی') کو اگر ذرا دیر نظرانداز بھی کر دیں تو یہ دشواری پھر اپنی جگہ ہے کہ مکتب کی جانب سے ذمہ داری کے ساتھ بات کرنا، حتیٰ کہ اس کی چیزوں کو پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ کرنا، ان اشیاء کو پیش کرنے والے کے اپنے سوا کم ہی کسی کے لیے ممکن رہا ہے۔

غرض مخالفین کی بابت تو آپ کو بہت کچھ کہنا یا سمجھنا ہوتا ہے۔ مگر خود مؤیدین کی بابت اِس شکایت کا نہایت کثرت سے پیش آنا کہ یہ بھی اس کی بات کو سمجھ نہیں رہے، یہاں کچھ غیر معمولی (startling) حد تک نوٹ ہونے والی چیز ہے۔ وجہ؟ وہی جو شروع میں عرض کی۔ اس مکتب کی اشیاء پر ایک غیر معمولی محنت تو یقیناً ہوئی ہے۔ اشیاء کو خاصی عرق ریزی کے ساتھ یہاں الجھایا گیا ہے۔ ان کو سمجھنے کے لیے جس اعلیٰ ذہنی استعداد کی ضرورت ہے وہ البتہ ان کو سمجھنے تک نہیں رہ سکتی۔ بلکہ وہ ان کو سمجھ کر رد بھی کر دیتی ہے۔ کیونکہ سمجھ آنے کے بعد وہ ردّ ہی ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا سربرآوردہ علماء (فحول) اس کی طرف کھنچے چلے آئیں، سو سال کا جواب اس پر نفی میں ہے۔ اِس تمام عرصہ یہ تقریباً ایک ہی شخص کا شو show رہتا ہے۔ وہی اس میں اپنے خیالات پیش کرتا ہے۔ وہی جب چاہے ان میں ترمیم کرتا ہے۔ وہی اس کی 'صحیح' ترجمانی پر قدرت رکھتا ہے۔ وہی اس بابت 'محققین' کا مرجع ہے۔[1] اسی کی بابت لوگوں کو مسلسل اپ ڈیٹ ہوتے رہنا ہے کہ 'اب وہ یہ بات کہتے ہیں' یا اس کی جگہ 'اب کچھ اور بات' کہنا شروع ہو گئے ہیں۔ غرض دین کے ایک 'قطعی الدلالۃ' مسئلہ کو مسلسل ایک

---

[1] ورنہ قرآن تو اپنی قطعی دلالتوں کے ساتھ پچھلے چودہ سو سال سے دستیاب ہی تھا۔ دستیاب نہیں تھا تو وہ جو ان 'قطعی دلالتوں' کے تحت اب سامنے آرہا ہے.. یا جو ابھی سامنے نہیں آیا مگر کسی نہ کسی دن ان شاء اللہ آجائے گا!

ہی شخص کا منہ تکنا ہوتا ہے۔ مکتب کے باقی 'علماء' نہ صرف اُس قولِ فیصل کے صادر کرنے میں insignificant رہتے ہیں، بلکہ اُس 'قولِ فیصل' کی اگر کوئی تفسیر یا توجیہ ہی یہ ایک معترض کو کر کے دے دیں تو وہ بھی اکثر غلط نکل آتی ہے!

اور اب تو صورت یہ کہ مؤیدین کے فہم کی وہ غلطی بھی جو وہ خود اپنے مذہب کو سمجھنے کے دوران کرتے ہیں، معترضین ہی ان کو نکال کر دینے لگے! مذہب کے انٹرنیٹ مناظرین کے حوالے سے یہ بات عام دیکھی جا رہی ہے۔

*****

کہنے کو یہ کہا جا سکتا ہے، ایسے لوگوں کا رد کرنے کا کیا فائدہ جن کی بات خود اپنے مذہب کی بابت درست ہونے کے امکانات مخدوش ہیں، ایسے لوگوں کو تو نظر انداز ہونا چاہئے! ایک علمی مکالمے میں یہ بات شاید درست بھی ہو۔ لیکن چونکہ اِس فتنہ سے متاثر ہونے والے اِس وقت عام لوگ ہیں (نہ کہ امت کے علمی طبقے)، لہٰذا ہمارے جن داعیانِ سنت کا وقت اور ہمت اجازت دے وہ اگر لوگوں پر یہ بھی واضح کر دیں کہ اِس مذہب کے مؤیدین و مبلغین خود اِس کو سمجھنے میں کس قدر کنفیوز ہیں تو اس کی بابت یہ ایک حقیقتِ واقعہ ہی کا ایضاح ہے۔ عام لوگوں کو اِس کا بھی یقیناً فائدہ ہے۔

---

i https://www.facebook.com/harfeneemguftah/posts/1151335028262938